Quarterly Research Journal of Arabic
ALOROOBA
العروبة
ISSN (Print): 2710-5172
ISSN (Online): 2710-5180

Volume: 4 *Issue*: 2 (April – June 2023)
Alorooba Research Journal
ISSN (Print): 2710-5172 **ISSN (Online):** 2710-5180
HJRS: https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1021427#journal_result
Issue URL: https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/issue/view/11
Article URL: https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/article/view/69

Title:

کتاب (منبہات ابن حجر) کا تعارف اور مصنف اصلی کا تعین ایک تحقیقی جائزہ

An introduction to the book "Munabbehaat Ibn Hajar" & determination of the original author (A Research Overview)

Indexation: ISSN, DRJI, Euro Pub, Academia, Google Scholar, Asian Research Index, Index Copernicus International, index of urdu journals.

Authors:

Lubna Shah
PhD Scholar, Islamic Studies
Abdul Wali Khan University Mardan (AWKUM)
E-mail: shahazizece@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0000-0001-7073-0920

Weqas Khan
PhD Scholar, Islamic Studies
Abdul Wali Khan University Mardan (AWKUM)
E-mail: weqaskhanat2018@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0009-0008-0966-482X

Zainab Nira
Mphil Islamic Studies
Abdul Wali Khan University Mardan (AWKUM)
E-mail: zainabzaman806@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0009-0005-5798-7330

Citation: Lubna Shah, Weqas Khan, & Zainab Nira. (2023). An introduction to the book "Munabbehaat Ibn Hajar" & determination of the original author (A Research Overview): کتاب (منبہات ابن حجر) کا تعارف اور مصنف اصلی کا تعین ایک تحقیقی جائزہ. Alorooba Research Journal, 4(2), 58–81. Retrieved from https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/article/view/69

Published: 2023-05-08
Publisher: Alorooba Academic Services SMC-Private Limited Islamabad-Pakistan

کتاب (منبھات ابن حجر) کا تعارف اور مصنف اصلی کا تعین ایک تحقیقی جائزہ

An introduction to the book "Munabbehaat Ibn Hajar" & determination of the original author (A Research Overview)

Lubna Shah
PhD Scholar, Islamic Studies
Abdul Wali Khan University Mardan (AWKUM)
E-mail: shahazizece@gmail.com ORCID: https://orcid.org/0000-0001-7073-0920

Weqas Khan
PhD Scholar, Islamic Studies
Abdul Wali Khan University Mardan (AWKUM)
E-mail: weqaskhanat2018@gmail.com ORCID: https://orcid.org/0009-0008-0966-482X

Zainab Nira
Mphil Islamic Studies
Abdul Wali Khan University Mardan (AWKUM)
E-mail: zainabzaman806@gmail.com ORCID: https://orcid.org/0009-0005-5798-7330

Abstract

Manuscripts are a very important part of the intellectual legacy of the Muslim Ummah, which is one of the most important documents of the Ummah's cultural and national existence. This is the reason why Muslim researchers emphasized the protection of manuscripts and tried to pave the way for it. Regarding the research of manuscripts, we researchers are suffering from many difficulties. Our ancient scholars have presented solutions to most of these problems, but there are some manuscripts regarding which many types of different opinions pass through our eyes. The manuscript is also Munabbehaat, which is known as Munabbehaat Ibn Hajar. And this book is often compared to Hafiz Ibn Hajar Asqalani, who has a high position and rank among Muhaddith scholars. But there is a difference of opinion about the real author of this book. The book contains a thousand correcting sayings, which include a large number of hadiths, but none of the hadiths have been quoted in the book with full authority, nor is there any reference in the book from which it can be inferred. Find out from which books these hadiths and sayings and traditions have been copied. Most of the traditions are the subject of the book. The aim of the research under review is to determine the original author of the above-mentioned book and to clarify his methodology and to highlight the introduction and scholarly services of the personalities to whom this book has been erroneously attributed.

Key Words: *Munabbehaat Ibn Hajar, Hadiths and Quotations, Original Author, Erroneously Attributed, Arabic Manuscripts.*

تمہید

مخطوطات امت مسلمہ کے علمی ترکے کا ایک نہایت اہم حصّہ ہے جو کہ امت کے تہذیبی ثقافتی اور قومی وجود کی اہم ترین دستاویزات میں سے ہیں یہی وجہ ہے کہ مسلمان محققین نے مخطوطات کی حفاظت پر زور دیا اور اس کے لیے راہیں ہموار کرنے کی کوشش کی۔ مخطوطات کی تحقیق کے حوالے سے ہم محققین کئی مشکلات کا شکار ہیں ہمارے قدیم علماء نے اس میں سے اکثر مسائل کا حل پیش کیا لیکن بعض مخطوطات ایسے ہیں کے جن کے حوالے سے کئی قسم کی متفرق آراء ہماری نظروں سے گزرتی ہیں ایسا ہی ایک قلمی نسخہ منبہات بھی ہے جو منبہات ابن حجر کے نام سے مشہور ہے۔ اصل کتاب عربی زبان میں ہے اور محمد بن عمر الجاوی نے عربی زبان میں "نصائح العباد" کے نام سے اس کی مختصر شرح بھی لکھی ہے اس کا اردو ترجمہ عبد الطیف اثری نے کیا ہے جو ادارہ تحقیقات و نشریات اسلامی جامعہ عالیہ عربیہ، مئو سے شائع ہو چکا ہے۔ کتاب منبہات کو عام طور پر حافظ ابن حجر العسقلانیؒ (773ھ ۔852ھ) کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جن کو محدثین علماء میں بلند مقام و مرتبہ حاصل ہے اور امام سیوطیؒ کی طرف سے ان کو امام الحفاظ اور شیخ الاسلام جیسے القابات سے نوازا گیا ہے[1]۔

مذکورہ کتاب خارجی کتاب کے طور پر کئی عرصے سے مدارس دینیہ کے طالب علموں کے زیر مطالعہ چلی آرہی ہے لیکن کتاب میں موجود کسی بھی حدیث و روایت کے ساتھ سند موجود نہیں اور نہ ہی کتاب میں کوئی حوالہ موجود ہے جس سے معلوم ہو سکے کہ یہ احادیث اور اقوال و روایات کہاں سے لی گئی ہے اور اس کے اصل ماخذ و مصادر کیا ہیں اور اس کتاب کی تصنیف میں کن کتابوں سے مدد لی گئی ہے؟ احادیث نبوی ﷺ بنی نوع انسان کے لیے زندگی کے تمام شعبوں میں راہبر اور رہنما کی حیثیت رکھتی ہیں اور یہ شریعت اسلامی کا دوسرا بڑا ماخذ تصور کیا جاتا ہے، جس پر عمل پیرا ہونے میں مومنین کے لئے راہِ نجات ہے لیکن حدیث کو نقل و بیان کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کو سند سمیت بیان کی جائے جبکہ کتاب "منبہات علی الاستعداد لیوم المعاد" میں تقریباً ایک سو بائیس (122) احادیث کو نقل کیا گیا ہے لیکن کوئی سند و حوالہ درج نہیں کیا بلکہ صرف متنِ حدیث پر اکتفا کیا گیا ہے۔ ذیل میں اس کتاب کا مختصر تعارف اور مصنف کے منہج کے ساتھ ساتھ مصنف اصلی کی تلاش اور اس کا تعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

کتاب (منبہات علی الاستعداد لیوم المعاد) کا تعارف

مذکورہ کتاب کا مکمل نام ''منبہات علی الاستعداد لیوم المعاد'' ہے یعنی ایسی خبرداریاں یا تنبیہات جن پر عمل کرنے سے انسان اپنے آپ کو آخرت کے لیے تیار کر سکتا ہے۔ کتاب اصلاح کرنے والی زریں اقوال پر مشتمل ہے جو آخرت کی تیاری کے پیش نظر ترتیب دیا گیا ہے۔اصل کتاب عربی میں ہے لیکن استفادہ عام کے لیے اسکا ترجمہ دوسری زبانوں مثلاً فارسی، اردو اور پشتو میں ہو چکا ہے۔ کتاب میں کل نو(9) ابواب ہیں جو کہ باب الثنائی سے لے کر باب العشاری تک ہے۔ کتاب کی ابتداء میں مختصر مقدمہ سے کی گئی ہے جس میں حمد ثناء اور درود وسلام کے بعد فرمایا گیا ہے کہ یہ منبہات ہے جن کو ''استاذ شہاب الملۃ والحق والدین احمد بن علی بن محمد بن احمد عسقلانی جو اصل میں مصری ہیں اور شافعی المذہب ہیں اور ابن حجر کے نام سے مشہور ہیں'' نے قیامت کی تیاری کے پیش نظر تصنیف کی ہے اور اس میں ثنائی اور ثلاثی ابواب ہیں باب عشاری تک۔

اس کے بعد پہلا باب ہے جو کہ باب الثنائی کے نام سے موسوم ہے اس باب میں کل پچیس (25) اقوال ہیں جن میں گیارہ (11) احادیث بھی شامل ہیں۔

اس کے بعد دوسرا باب جو کہ باب الثلاثی کے نام سے ہے اس میں کل چوّن (54) اقوال ہیں جن میں چھبیس (26) احادیث بھی شامل ہیں۔

تیسرا باب، باب الرباعی ہے جس میں کل چھتیس (36) اقوال ہیں جن میں اٹھارہ (18) احادیث شامل ہیں۔

کتاب کا چوتھا باب، باب الخماسی ہے جس میں کل ستائیس (27) اقوال درج ہیں جن میں سولہ (16) احادیث ہیں۔

پانچویں باب کو باب السداسی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جس میں کل اقوال کی تعداد سترہ (17) ہے اور احادیث کی تعداد دس (10) ہے۔

کتاب کا چھٹے باب کا نام باب السباعی ہے جس میں کل دس (10) اقوال ہیں جو کہ سب کی سب احادیث ہیں یعنی دوسری شخصیات کے اقوال اس باب میں شامل نہیں ہیں۔

کتاب کے ساتویں باب کو باب الثمانی کا نام دیا گیا ہے جس میں کل پانچ (5) اقوال ہیں اور یہ بھی ساری کی ساری احادیث ہیں۔

آٹھواں باب، باب التساعی کے نام سے موسوم ہے اس باب میں بھی پانچ (5) اقوال ہیں اور یہ بھی سب کی سب احادیث ہیں دوسری شخصیات کے اقوال اس باب میں شامل نہیں ہیں۔

نواں باب جو کہ اس کتاب کا سب سے آخری باب ہے اور باب العشاری کے نام سے ہے اس میں کل انیتس (29) اقوال ہیں جن میں احادیث کی تعداد (21) اکیس ہے۔

کتاب کے نام سے واضح ہوتا ہے کہ کتاب کا موضوع آخرت کی تیاری ہے۔اس کتاب میں مصنف نے ہر طرح کے اقوال درج کئے ہیں ۔مرفوع، موقوف اور مقطوع روایات کے ساتھ ساتھ دوسرے انبیاء کرام، صوفیاء کرام، مشہور شعراء وغیرہ کے اقوال بھی موجود ہیں۔یہ اقوال آخرت کی تیاری پر ابھارتے اور اچھے اخلاق اور اعمال صالحہ کی ترغیب اور ہر برے کام اور گناہ سے بچنے کی تلقین پر مشتمل ہیں زیادہ تر اقوال میں تقوی اور پرہیز گاری اختیار کرنے کی نصیحت کی گئی ہے۔کچھ اقوال جنت کی بشارت اور جہنم سے انذار، گناہوں پر توبہ واستغفار کرنے اور اللہ تعالیٰ کی محبت اختیار کرنے اور حب دنیا کو چھوڑ کر آخرت کی فکر کرنے کی تلقین پر مشتمل ہیں جیسا کہ باب الرباعی کی ابتداء میں پہلی روایت (جس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کو ذکر اور آخرت کی فکر کرنی چاہئے اور اپنی استطاعت کے مطابق نیکیوں کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ یہی بہترین زادراہ ہے۔اور دنیاوی تعلقات کی کمی سے حساب کتاب میں آسانی ہے۔)اس کے علاوہ مومنین کو صبر اور عاجزی اختیار کرنے کی تلقین اور تکبر اور کبائر سے بچنے کی ترغیب دلاتے اقوال بھی شامل ہیں۔سخاوت اور توبہ کی فضیلت،آخرت کے انعامات کا ذکر، اہل بیت اور صحابہ کرامؓ کی فضیلت، عبادات اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی فضیلت، بہتان تراشی سے پرہیز واجتناب کی تلقین، حتیٰ کہ تقریباً ہر موضوع پر مشتمل اقوال درج کیے گیے ہیں۔

کتاب (منبہات علی الاستعداد لیوم المعاد) میں مصنفؒ کا منہج

مذکورہ کتاب میں مصنف کا منہج جداگانہ ہے کتاب میں مصنف نے صوفیانہ طرز بیان اختیار کیا ہے کیونکہ زیادہ تر ایسی روایات اس کتاب میں ایسی ہیں جس میں دنیا سے بے رغبتی و بے نیازی اور فکرِ آخرت کی تلقین کی گئی ہے

اور اسی کو دنیا اور آخرت کی میابی کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ ابتدائی ابواب میں مختصر اقوال و روایات کو درج کیا گیا ہے جب کہ اگلے ابواب کے اقوال بہت طویل ہیں جن میں سے اکثر اقوال فلسفیانہ منہج کی عکاسی کرتے نظر آتے ہیں۔

کتاب میں مرفوع، موقوف اور مقطوع احادیث کو الگ الگ بالترتیب ذکر نہیں کیا اور نہ ہی احادیث و اقوال کو اس طرح نقل کیا ہے کہ یا تو سب کا موضوع ایک ہو یا کسی ایک راوی کی مرویات ہو اور ان سب کو الگ الگ ابواب میں درج کیا ہو جیسا کہ عام طور پر کتب احادیث مثلاً صحیحین، مسندات، مصنفات، مستدرکات، اور مستخرجات وغیرہ کا منہج ہوتا ہے۔ احادیث کو سند و حوالہ کے بغیر نقل کیا ہے جبکہ اکثر نسخوں پر مصنف کا نام سرے سے موجود ہی نہیں ۔کتاب کو چونکہ حافظ ابن حجر عسقلانی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے لیکن اس کے مصنف کے بارے میں اختلاف دیکھنے میں آیا ہے کہ یہ کس کی تصنیف ہے۔

کتاب کے مصنف اصلی کے تعین کے لیے پہلے ان تمام شخصیات کی علمی و عملی زندگی کے بارے میں جاننا ضروری ہے جن کی طرف اس کتاب کی نسبت کی جاتی ہے۔ لہذا ہم سب سے پہلے ان شخصیات کا مختصر تعارف اور علمی اور تصنیفی خدمات کو جاننے کی کوشش کریں گے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کا تعارف

ابن حجرؒ کا نسب جو کہ محققین کے نزدیک سب سے زیادہ قابل اعتماد سمجھا جاتا ہے وہ یہ ہے، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن محمود بن احمد۔ آپؒ کا لقب شہاب الدین اور کنیت ابوالفضل ہے۔ آپ کے والد محترم کا لقب نورالدین اور کنیت ابوالحسن تھی۔ لیکن آپؒ ابن حجر کے نام سے مشہور تھے۔ آپ 22 شعبان 773ھ کو مصر میں پیدا ہوئے اور وہی پر آپ نے اپنا بچپن گزارا[(2)]۔ 777 سن ھجری کو رجب کے مہینے میں آپ کے والد صاحب کا وصال ہوا[(3)]۔ لہذا جب آپ کے والد محترم کا انتقال ہوا اس وقت آپ کی عمر چار سال تھی۔

کنانی قبیلہ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے آپ کنانی تھے اور شہر عسقلان کی نسبت سے عسقلانی کہلاتے تھے۔ وہ شہر ہے جو کہ شام کے ساحل پر واقع ہے[(4)]۔

تعلیم و تربیت:

آپؒ ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے آپ کے والد کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت سے علم دوست لوگ آپ کے حلقہ احباب میں شامل تھے اسی لیے آپؒ کو بچپن ہی سے علم سے لگاؤ تھا۔آپؒ کو اللہ تعالیٰ نے قوی حافظہ عطا فرمایا تھا۔آپؒ کی عمر اس وقت بہت کم تھی جب آپ نے قرآن حفظ کے ساتھ مکمل کیا۔آپ روزانہ نصف حزب زبانی یاد کرتے کہا جاتا ہے کہ آپ نے سورہ مریم جیسی لمبی سورت صرف ایک دن میں زبانی یاد کی تھی۔آپ کو قرآن مجید تجوید کے ساتھ شہاب احمد بن محمد ابن الفقیہ الخیوطی نے پڑھایا[5]۔آپ نے فقہ کی تعلیم ابن قطان، علامہ برھان الدین ابراھیم بن موسیٰ الابناسی اور ابی حفص عمر بن رسلان البلقینی سے حاصل کی۔آپؒ نے البلقینی کی صحبت میں بہت عرصہ گزارا اور انہوں نے ہی آپ کو سب اساتذہ کرام سے پہلے افتاء اور تدریس کی اجازت دی اور ان کے بعد حافظ زین الدین عراقی نے بھی اجازت دے دی[6]۔آپؒ نے سب سے پہلے حدیث کا سماع شیخ عفیف الدین عبداللہ بن محمد بن محمد نیشاپوری سے کیا اور انہی سے آپ نے صحیح البخاری پڑھی[7]۔آپ نے ''عمدۃ الاحکام'' جو کہ حافظ عبدالغنی المقدسی کی کتاب ہے، جمال الدین ابی حامد محمد بن عبداللہ ظھیرۃ المکی سے پڑھی[8]۔

علمی اسفار:

علماء ومشائخ نے تاریخ کے ہر دور میں علم کے حصول کے لیے سفر کی صعوبتیں برداشت کی اسی طرح حافظ ابن حجرؒ نے بھی تحصیل علم کے لیے دوسرے ممالک کے سفر کئے جن میں سب سے پہلے 793 سن ھجری میں ''قوص'' کا سفر کیا وہاں آپ نے علماء کی ایک جماعت سے ملاقات کا شرف حاصل کیا جن میں نور الدین علی بن کریم الدین محمد بن محمد بن نعمان الانصاری (متوفی سن 801) قابل ذکر ہیں[9]۔ سن 797 کے آخر میں آپؒ نے علم کی غرض سے ''اسکندریہ'' کا سفر اختیار کیا۔اسکندریہ سے واپس اپنے آبائی وطن مصر لوٹ آئے اور پھر وہاں سے آپ نے حجاز کا سفر اختیار کیا وہاں بھی کئی کبار فضلاء سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔اس کے بعد آپ نے ''یمن'' کا سفر کیا اور وہاں آپ نے جار اللہ بن صالح بن احمد الشیبانی المکی نے آپ پر متعدد احادیث پڑھیں[10]۔

شیوخ:

حافظ ابن حجرؒ نے اپنی تمام حیات مبارکہ دین اسلام کی خدمت اور درس وتدریس میں گزار دی تھی آپ نے بہت بڑی تعداد میں کبار شیوخ سے کسب فیض حاصل کیا جن کو یہاں تفصیلاً بیان کرنا ممکن نہیں لہٰذا چند مشہور شیوخ کے ناموں کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ابن ملقن، ابراہیم بن موسی بن ایوب الانباسی، احمد بن ابراہیم بن احمد القوصی، ابراہیم بن محمد بن محمد بن احمد بن عبد الرحمن الدمشقی اور احمد بن اسماعیل الابشیطی الواعظ (11)

تلامذہ:

حافظ ابن حجرؒ نے اپنی زیادہ تر زندگی درس وتدریس میں گزاری آپ کے حلقہ درس میں طلباء اور علماء دونوں کی کثیر تعداد شریک ہو کر علم کی پیاس بجھاتے رہے آپ نے اپنے پیچھے بہت سے ذہین اور قابل تلامذہ چھوڑے جنہوں نے آپ کی رحلت کے بعد بھی دین کی احیاء اور سربلندی میں بھرپور کردار ادا کیا۔آپ کے مشہور شاگرد امام سخاوی نے آپ کے تلامذہ کی تعداد 500 بتائی ہے جن میں آپ کے چند مشہور تلامذہ کے نام معہ ان کی مشہور تصانیف کے یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔

ابن فہد مکی (متوفی 871ھ) جو کہ لحظ الالحاظ کے مصنف تھے اور ابراہیم بن عمر بن حسن بقاعی (متوفی 885ھ) جنہوں نے عنوان الزمان تصنیف کی۔ محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی (متوفی 902ھ) جن کی مشہور تصنیف الضوء اللامع ہے۔

تصنیفی وتالیفی خدمات:

آپؒ کی تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ تصنیفی وتالیفی خدمات بھی قابل قدر ہیں آپ نے دین کی خدمت، سربلندی اور اشاعت کی خاطر کئی کتابیں تصنیف کی اور اپنے پیچھے بہت بڑا علمی ذخیرہ چھوڑا جن میں امام سخاوی نے اپنی کتاب میں 273 تصانیف کا ذکر کیا ہیں۔(12)

جن میں مشہور تصانیف درج ذیل ہیں۔

التعلیق علی موضوعات ابن الجوزی، الکافی الشاف فی تخریج احادیث الکشاف، اللآلیء المنثورۃ فی الاحادیث المشھورۃ، الدرایہ فی تخریج احادیث الھدایہ، جلاء القلوب فی معرفۃ المقلوب، شرح الترمذی، الجامع الکبیر من سنن

البشیر النذیر، تقریب التھذیب، تھذیب التھذیب، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، لسان المیزان، تلخیص المدرج، زوائد البزار، نزھۃ النظر، نخبۃ الفکر فی مصطلح اھل الاثر، فتح الباری بشرح صحیح البخاری، تغلیق التعلیق (13)۔

طرز خطابت:

آپؒ کئی مشہور جامعات میں خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے جن میں جامعہ الازہر اور جامعہ عمرو بن العاص شامل ہیں۔آپ کا اندازِ خطابت عظیم الشان اور اثر انگیز ہوتا تھا۔آپ کے مشہور شاگرد امام سخاویؒ آپ کے طرز خطابت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "آپؒ جب سامعین سے خطاب فرماتے تو سننے والوں کے دل نرم پڑ جاتے۔اور جب آپ منبر پر ہوتے تو نورانی وعظ اور بصیرت میں اس قدر اضافہ ہو جاتا کہ میں اس کیفیت کو الفاظ کا جامہ پہنانے سے قاصر ہوں۔اس لئے کہ جب آپؒ منبر پر وعظ فرماتے اور میں آپ کو دیکھتا تو میں بے قابو اور بے اختیار ہو کر رو پڑتا اور میری آنکھوں سے آنسوں جاری ہو جاتے تھے۔"(14)

صفات عالیہ:

محدثین اور فقہاء میں آپؒ کو ایک بلند مقام و مرتبہ حاصل ہے ابن حجرؒ ایک عظیم محدث وفقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک باکمال انسان بھی تھے۔آپ کے شاگرد خاص امام سخاویؒ فرماتے ہیں کہ آپؒ کو نیک لوگ پسند تھے آپ صالحین سے محبت کرنے والے تھے اور اکثر صالحین کی مجالس میں برکت حاصل کرنے کی نیت سے شریک ہوتے ۔آپ کثرت سے قرآن کی تلاوت کرتے تھے اکثر فجر کی نماز کے بعد سکون وتدبر سے قرآن کی تلاوت فرماتے تھے آپ جب کسی آیت رحمت کی تلاوت کرتے تو اللہ تعالی سے دعا کرتے اور جب تلاوت کرتے ہوئے عذاب سے متعلق کوئی آیت آتی تو اللہ کی پناہ مانگتے۔

آپ مریضوں کی عیادت کرتے تھے اور اکثر و بیشتر جنائز میں شریک ہوتے تھے۔آپ تہجد کی پابندی کرنے والے اور تہجد میں طویل قراءت کرنے والے تھے۔آپ نے کبھی تہجد کی نماز نہیں چھوڑی سفر و خضر دونوں میں اس کا اہتمام کرتے تھے یہاں تک کہ مرض وفات میں بھی ضعف و کمزوری کی وجہ سے تہجد ترک نہ کیا۔

ابن حجرؒ کثرت سے روزہ رکھنے والے تھے آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔آپ عاشورہ، عرفہ اور شوال کے چھ روزے رکھنے کا بھی اہتمام فرماتے۔(15)

وفات اور مرض وفات:

ابن حجرؒ نے حدیث اور علم حدیث پر لا محدود اور بیش قیمت علمی سرمایا چھوڑا آپ کی انہی علمی خدمات کی وجہ سے آپ کو شیخ الاسلام اور حافظ الحدیث جیسے القابات عطا ہوئے لیکن 852 سن ہجری ذیقعد کے مہینے میں آپ کو ایسی بیماری لاحق ہوئی جس نے آپؒ کو مزید دین کی خدمت کی مہلت نہ دی۔ آپ کو اسہال کی بیماری نے آلیا جس کے ساتھ رمی دم یعنی خون بہنا شروع ہوا اس کے باوجود آپ مجلس املاء میں ٹیک لگا کر شامل ہوتے لیکن آپ کی بیماری بڑھتی گئی اور آپ کمزور ہو کر ضعیف الحرکت ہوتے گئے اور یہ سلسلہ ایک مہینے سے بھی زیادہ طویل ہو گیا۔ امام سخاوی فرماتے ہیں کہ آپ نے شہادت کی موت پائی کیونکہ ان دنوں طاعون کی وباء پھیلی ہوئی تھی اور آپ کا مرض بھی طاعون ہی معلوم ہوتا تھا۔ ذی الحجہ کی 28 تاریخ ہفتہ کی رات عشاء کی نماز کے بعد آپؒ کا وصال ہوا۔ آپ کو بنو خروبی کے قبرستان میں دفن کیا گیا جہاں امام دیلمی، امام شافعی اور سید مسلم السلمی رحمہم اللہ دفن ہیں[16]۔

آپ کی سن وفات کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے امام سیوطیؒ کے مطابق آپ نے 853 سن ھجری میں وفات پائی[17]۔ جبکہ امام سخاویؒ کے مطابق آپ نے ربیع الاول کے مہینے 852 سن ھجری میں وفات پائی[18]۔

ابن حجرؒ کی وفات سے امت مسلمہ ایک عظیم محدث اور جلیل القدر فقیہ سے محروم ہو گئی اللہ تعالی آپؒ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی قبر انور کو ہمیشہ منور رکھے۔ (آمین)

ابن حجر الھیتمی المکی کا تعارف:

احمد بن محمد بن علی بن حجر الھیتمی المکی السعدی الانصاری، شہاب الدین شیخ الاسلام ابو العباس، جبکہ البدر الطالع میں آپ کا نام احمد بن محمد بن حجر الوائلی السعدی الھیتمی (ث کے ساتھ) لکھا ہوا ہے۔ آپ 909 ہجری میں مصر کے محلہ ابی الہیتم میں پیدا ہوئے اسی نسبت سے آپ کو ھیتمی کہا جاتا ہے۔ بچپن میں ہی آپ کے والد کا انتقال ہو گیا اس کے بعد آپ کی پرورش کا ذمہ شمس الدین بن ابی الحمائل اور شمس الدین الشناوری نے کی اور کچھ عرصے بعد شمس الدین شناوری آپ کو محلہ ابی الہیتم سے طنطا لے گئے وہاں آپ نے مبادی العلوم پڑھے اور قران مجید بھی حفظ اس کے بعد آپ کو جامع ازہر لے گئے اور وہاں آپ نے مصر کے کبار علماء سے کسب فیض حاصل کیا۔ آپ مصر کے فقیہ اور محقق تھے۔

علم روایت میں آپ کے شیوخ:

علوم ضروریہ کے حصول کے بعد آپ نے جلیل القدر علماء سے حدیث روایت کرنا شروع کیا جن میں شیخ عمارة المصری اور الشہاب الرملی، اور ابی الحسن البکری، وغیرہ شامل ہیں، اس کے علاوہ آپ نے امین الغمری سے بھی

روایت کی جو کہ ابن حجر عسقلانی کے شاگرد تھے۔اس لحاظ سے آپ ابن حجر عسقلانی کے شاگرد کے شاگرد ہوئے آپ نے حدیث کی روایت کے ساتھ ساتھ فقہ، حدیث، فرائض، اصول، معانی، منطق، حساب اور دوسرے علوم کثیرہ خاص طور پر فقہ شافعی پر بھی دسترس حاصل کیا۔

ان علوم کی تحصیل اور پختگی میں اللہ تعالی کی عطا کردہ قوت حفظ نے آپ کو بڑی مدد دی کیونکہ آپ حافظ بھی تھے آپ نے کئی کتب تصنیف کی آپ کی مشہور تصانیف میں:

الصواعق المحرقة على أهل البدع والضلال والزندقة، تحفة المحتاج لشرح المنهاج جو فقہ شافعی پر مشتمل کتاب ہے، الخيرات الحسان في مناقب أبي حنيفة النعمان، الفتاوى الهيتمية جو چار جلدوں میں ہے، شرح المشكاة المصابيح للتبريزي، الإيعاب في شرح العباب، الإمداد في شرح الإرشاد للمقري، شرح الأربعين النووية، نصيحة الملوك، تحرير المقال في آداب وأحكام يحتاج إليها مؤدبو الأطفال، اور خلاصة الأئمة الأربعة شامل ہیں۔

نیز کم عمری میں ہی آپ کی شہرت یہاں تک پھیل گئی تھی کہ آپ کی عمر بیس سال سے بھی کم تھی اور آپ کے شیوخ نے آپ کو افتاء اور تدریس کی اجازت دے دی تھی۔آپ دنیا ومافیہا سے بے رغبت تھے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والوں میں سے تھے۔

1940 میں مستقل رہائش کے لئے مکہ منتقل ہوگئے وہاں کے امام الحرمین درس وتدریس اور تالیفات کا کام کرتے تھے۔امام شوکانی فرماتے ہیں کہ آپ مکہ اس وجہ سے منتقل ہوئے کہ آپ نے مقری کی کتاب "الروض" کا اختصار کیا اور اس کی شرح لکھی تو بعض حاسدین نے اس کو پھاڑ دیا یہ بات آپ پر بڑی ناگوار گزری اور اس وجہ سے آپ مکہ منتقل ہوگئے۔ جلیل القدر علماء آپ کے پاس حصول علم کے لئے حاضر ہوتے تھے آپ کے بارے میں شہاب الخفاجی فرماتے ہیں کہ آپ حجاز کے علامۃ الدھر تھے۔آپ نے 973 سن ھجری میں وفات پائی[19]۔

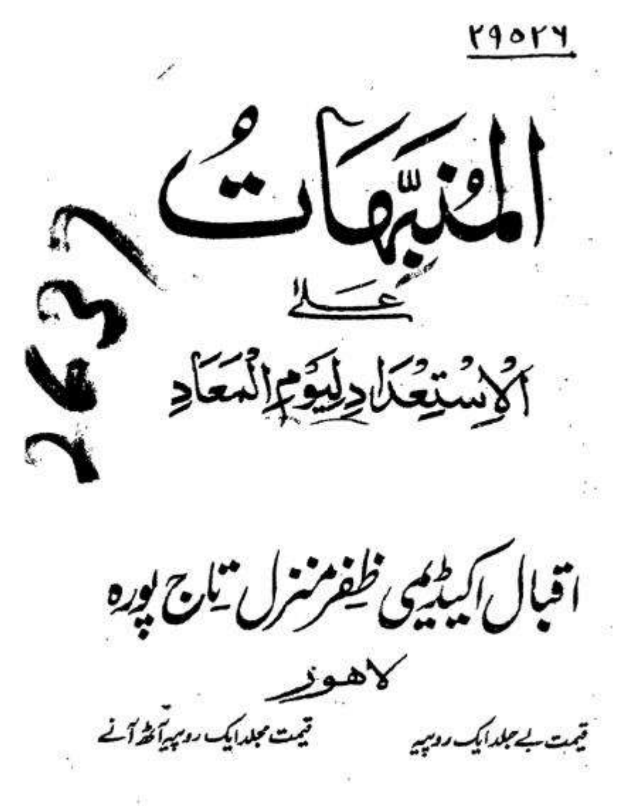
۲۹۵۲۶

المنبہات

علی

الاستعداد لیوم المعاد

اقبال اکیڈمی ظفر منزل تاج پورہ

لاہور

قیمت بے جلد ایک روپیہ   قیمت مجلد ایک روپیہ آٹھ آنے

مذکورہ کتاب اور اس کے مصنف کے بارے میں علماء کرام کی رائے:

محققین میں سے بعض نے اس کتاب کو ابن حجرؒ کی کتاب ماننے سے انکار کیا ہے اور اس انکار کی وہ کچھ مختلف وجوہات بھی بیان کرتے ہیں۔

مشہور محقق شیخ ابو عبیدہ مشہور بن حسن آل سلمان کہتے ہیں کہ یہ کتاب حافظ ابن حجرؒ کی طرف منسوب کرنا ظلم، جھوٹ اور بہتان ہے[20]۔اس کے علاوہ بعض محققین اس کتاب کو ایک اور عالم ابن الحجر الھیتمی مکی کی طرف بھی منسوب کرتے ہیں جو ابن حجر کی کنیت کے ساتھ مشہور ہے۔[21]

مندرجہ ذیل بحث سے کتاب کے مصنف کے تعین میں آسانی ہو گی اور اس کے ساتھ مصنف کا منہج اور بھی واضح ہو جائے گا۔

اس کتاب کے مصنف کے بارے میں حضرت جونپوریؒ اپنی کتاب الیواقیت الغالیہ میں رقم طراز ہیں کہ :

''منبھات نہ تو حافظ ابن حجر العسقلانی کی کتاب ہے اور نہ ہی ابن حجر الھیتمی مکی کی، آپؒ اس تردید کی کچھ وجوہات بیان فرماتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

پہلی وجہ حضرت جونپوریؒ فرماتے ہیں کہ اس کتاب کے طرز روایات سے اس بات کی نفی ہوتی ہے کہ یہ ان دونوں شخصیات میں سے کسی ایک کی تصنیف ہو۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ان دونوں شخصیات خاص طور سے ابن حجر العسقلانیؒ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ حدیث کو صحاح ستہ یا صاحب تخریج کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری (صحیح البخاری کی شرح) میں بھی اس طرز کو ملحوظ رکھا ہے کہ مشائخ کا کلام نقل کرتے ہوئے اس میں کوئی حدیث موجو ہو اور قائل نے اپنے کلام میں اس حدیث کو کسی صاحب تخریج کی طرف منسوب نہ کیا ہو تو آپ اس حدیث کو اسی قائل کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ابن حجرؒ نے خود کئی ایسی کتابیں تصنیف کی ہیں جو احادیث کی تخریج کے متعلق ہیں مثلاً تخریج الاذکار، تخریض الرافعی، تخریج المشکوۃ، تخریج الکشاف وغیرہ۔ لہذا یہ بات کیسے درست ہو سکتی ہے کہ آپؒ ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائے اور اس کو صاحب تخریج کی طرف منسوب نہ کرے۔

تیسری وجہ یہ کہ لفظ ثلث کے ساتھ نقل کی گئی طویل حدیث جس کو صاحب کتاب نے منبھات میں درج کیا ہے تو حافظ ابن حجرؒ بذات خود لفظ ثلث کا کتب حدیث میں موجود ہونے کے منکر ہیں تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ابن حجرؒ اس کو اپنی کتاب میں ثابت قرار دے۔ پھر قابل غور بات یہ بھی ہے کہ (جعلت قرة عيني في الصلوة) کے ساتھ وہ اضافی عبارت جو منبھات میں اس کے ساتھ جڑی ہوئی ہے وہ کسی بھی مستند کتاب میں موجود نہیں تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ابن حجرؒ اس کی جرأت کریں۔ اسی طرح ابن حجر مکی نے "فتاوی حدیثیہ" میں کتب حدیث میں لفظ ثلث کے ہونے پر محدثین کا انکار نقل کیا ہے اور اس پر اعتماد اور تقریر فرمائی ہے۔ تو اب یہ گمان کیونکر کیا کیا جا سکتا ہے کہ وہ اس حدیث کو اضافہ کے ساتھ اس کتاب میں ذکر فرماتے۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اپنا نسب خود اسطرح بیان فرمایا ہے کہ احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن محمود بن احمد بن احمد کنانی عسقلانی مصری اور ایسا ہی "فتح الباری" کی ابتداء میں بھی ہے جو کہ "التبر المسبوک فی ذیل الملوک للسخاوی" سے منقول ہے۔اور فتح الباری کے اختتام پر بھی یوں لکھا ہے کہ فارغ ہوا اس سے اس کا جمع کرنے والا احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد بن حجر الکنانی النسب العسقلانی الاصل المصری المولد والمنشاء، نزیل القاہرۃ۔

اور رہا شیخ ابن حجر الھیتمی مکی کا نسب تو وہ، سید نعمان آلوسیؒ کی "جلاء العینین" (ص: ۱۸) میں اسطرح مذکور ہے: احمد بن محمد بن علی بن حجر اور "فتاوی الکبری" کے مقدمہ (ص: ۱، ۳) میں کچھ یوں ہے: احمد بن محمد بدر الدین بن محمد شمس الدین بن علی نور الدین بن حجر۔

اسی طرح حافظ ابن حجرؒ کو قاضی القضاۃ کا لقب ملا تھا نہ کہ زین القضاۃ کا اور بہر حال ابن حجر مکیؒ تو میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے ابن حجر مکی کو قضاء قبول کرنے والوں میں ذکر کیا ہو۔

پانچویں وجہ یہ ہے کہ اس کتاب میں کچھ روایات ایسی ہیں جن میں من گھڑت ہونے کا عیب پایا جاتا ہے جیسا کہ "باب الثمانی" میں مذکور پہلی حدیث۔[22]

قال النبيﷺ: ثمانية أشياء لا تشبع من ثمانية: العين من النظر، والأرض من المطر، والأنثى من الذكر، والعالم من العلم، والسائل من المسألة، والحريص من الجمع، والبحر من الماء، والنار من الحطب[۲۳].

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا آٹھ چیزوں کو آٹھ چیزوں سے آسودگی نہیں ہوتی۔آنکھ کو دیکھنے سے، زمین کو بارش سے، مادہ کو نر سے، عالم کو علم سے، سائل کو مانگنے سے، حریص کو جمع کرنے سے، سمندر کو پانی سے اور آگ کو لکڑی سے۔

یہ روایت موضوع اور من گھڑت ہے اس کو ابن جوزی نے الموضوعات میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ:

" أَرْبَعٌ لَا يَشْبَعْنَ مِنْ أَرْبَعٍ: أَرْضٌ مِنْ مَطَرٍ، وَأُنْثَى مِنْ ذَكَرٍ، وَعَالِمٍ مِنْ عِلْمٍ، وَعَيْنٍ مِنْ نَظَرٍ. "

(جبکہ باقی چار چیزوں کا ایسا تذکرہ نہ تو صحیح احادیث میں موجود ہے نہ ہی موضوعات میں) ابن جوزی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں اس کی سند میں محمد بن الفضل بن عطیہ متفرد ہے جس پر وضع حدیث اور

كذب کا اتہام ہے اور امام نسائی نے اس کو متروک الحدیث کہا ہے۔اس کے علاوہ دوسری سند میں ابن زبالہ کذاب ہے اور ثقہ نہیں ہے۔اور ابن عدی نے اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور وہ اس کو منکر فرماتے ہیں۔ منوفیؒ فرماتے ہیں کہ مشہور یہی ہے کہ یہ حدیث نہیں بلکہ حکماء کا قول ہے(24)۔

اس روایت کو ابن طاہر مقدسی نے تذکرۃ الموضوعات میں ان الفاظ میں ذکر کیا ہے جو ابن جوزی نے ذکر کی ہے اور ابن طاہر مقدسی لکھتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں عبدالسلام بن عبدالقدوس اور حسین بن علوان دونوں ضعیف ہیں۔علامہ پٹنی نے بھی ''المیزان'' میں اس روایت کو تذکرۃ الموضوعات میں ذکر کیا ہے۔

وقال النبي ﷺ: الدنيا دار من لا دار له، ومال من لا مال له، ولها يجمع من لا عقل له، ويشتغل بشهوتها من لا فهم له، وعليها يعاقب من لا علم له، ولها يحسد من لا لبّ له، وإليها يسعى من لا يقين له.(٢٥)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا گھر نہیں اور اس شخص کا مال ہے جس کے پاس مال نہ ہو اور اس کے لیے وہ شخص جمع کرتا ہے جس کے پاس عقل نہیں اور اس کی خواہش میں وہ شخص مشغول ہوتا ہے جس کے پاس فہم نہیں اور اس کا پیچھا وہ شخص کرتا ہے جس کے پاس علم نہیں اور اس کے لیے وہ شخص حسد کرتا ہے جس کے پاس دماغ نہیں اور اس کے لیے بھاگ دوڑ وہ کرتا ہے جس کو یقین نہیں۔

اس روایت کا صرف پہلا حصہ کتب احادیث میں موجود ہے جو مسند احمد میں سنداً یوں مذکور ہے۔

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا دُوَيْدٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ زُرْعَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "الدُّنْيَا دَارُ مَنْ لَا دَارَ لَهُ، وَمَالُ مَنْ لَا مَالَ لَهُ، وَلَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَا عَقْلَ لَهُ"(٢٦)

جبکہ شعب الایمان میں دوسری سند کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔جس میں اس حدیث کو منکر کہا گیا ہے۔جبکہ اس کے علاوہ روایت کے دوسرے الفاظ یعنی "ويشتغل بشهوتها من لا فهم له، وعليها يعاقب من لا علم له، ولها يحسد من لا لبّ له، وإليها يسعى من لا يقين له" کتب احادیث میں موجود نہیں۔

کتاب منہجات میں مذکور کچھ بہت ساری روایات ایسی ہیں جن کی سرے سے کوئی اصل ہی نہیں اور تلاش بسیار کے بعد بھی مجھے ذخیرہ احادیث میں نہیں ملی ان میں چند ایک درج ذیل ہیں۔

- وعن النبی ﷺ أنه قال: المحبة أساس المعرفة والعفة علامة اليقين ورأس اليقين التقوى والرضى بتقدير الله تعالى.(۲۷)

نبی ﷺ نے فرمایا ہے محبت معرفت کی بنیاد ہے اور غفلت (گناہ سے بچنا) یقین کی علامت ہے اور یقین کی اصل تقویٰ اور اللہ کی تقدیر پر راضی ہونا ہے۔

- عن النبی ﷺ قال: صدق المحبة في ثلاث خصال: أن يختار كلام حبيبه على كلام غيره، ويختار مجالسة حبيبه على مجالسة غيره، ويختار رضى حبيبه على رضى غيره.(۲۸)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا محبت کی سچائی تین خصلتوں میں ہے۔۱: اپنے حبیب کے کلام کو غیر کے کلام پر ترجیح دے۔۲: اپنے حبیب کی ہم نشینی کو غیر کی ہم نشینی پر ترجیح دے۔۳: اپنے حبیب کی رضا کو غیر کی رضا پر ترجیح دے۔

- وعن النبی ﷺ أنه قال: علامة الشقاوة أربعة: نسيان الذنوب الماضية، وهي عند الله نعالى محفوظ، وذكر الحسنات الماضية ولا يدري أقبلت أم أردت، ونظره إلى من فوقه في الدنيا، ونظره إلى من دونه في الدين، يقول الله χ: أردته ولا يردني فتركته، وعلامة السعادة أربعة: ذكر الذنوب الماضية، ونسيان الحسنات الماضية، ونظره لى من فوقه في الدين، ونظره إلى من دونه في الدنيا.(۲۹)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چار چیزیں بد بختی کی علامت ہیں:

۱۔ پچھلے گناہوں کو بھول جانا حالانکہ وہ اللہ کے ہاں محفوظ ہیں، ۲۔ پچھلی نیکیوں کو یاد رکھنا حالانکہ اسے کچھ معلوم نہیں کہ وہ نیکیاں مقبول ہوئی ہیں یا مردود، ۳۔ دنیاوی لحاظ سے اپنے سے برتر پر نظر رکھنا۔ ۴۔ دینی لحاظ سے کمتر کا مشاہدہ کرتے رہنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تو اس کا ارادہ کیا لیکن اس نے میرا ارادہ نہ کیا چنانچہ میں نے اسے چھوڑ دیا۔

اور چار چیزیں نیک بختی کی علامت ہیں: ۱۔ پچھلے گناہوں کو یاد رکھنا، ۲۔ پچھلی نیکیوں کو بھول جانا، ۳۔ دینی لحاظ سے اپنے سے برتر پر نگاہ رکھنا، ۴۔ دنیاوی اعتبار سے اپنے سے کمتر کا مشاہدہ کرنا۔

- وعن النبي ﷺ أنه قال: الأمهات أربع: أم الأدوية، أم الآداب، أم العبادات، أم الأماني، فأم الأدوية قلة الأكل، وأم الآداب قلة الكلام، وأم العبادات قلة الذنوب، وأم الأماني الصبر.(٣٠)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اصول چار ہیں۔دواؤں کی اصل، عادتوں کی اصل، عبادات کی اصل اور تمناؤں کی اصل۔ دواؤں کی اصل کم کھانا، عادتوں کی اصل کلام کا قلیل ہونا، عبادات کی اصل گناہوں کا کم ہونا،، اور تمناؤں کی اصل صبر کرنا ہے۔

- وقال ﷺ: أربعة جواهر في جسم بنى آدم يزيلها أربعة أشياء، أما الجواهر فالعقل والدين والحياء والعمل الصالح، فالغضب يزيل العقل، والحسد يزيل الدين، والطمع يزيل الحياء، والغيبة يزيل العمل الصالح.(٣١)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بنی ادم کے جسم میں چار جواہر ہیں اور ان کو چار چیزیں ضائع کر دیتی ہیں۔ وہ چار جواہر یہ ہیں۔ عقل، دین، حیاء اور عمل صالح، غصہ عقل کو ختم کر دیتا ہے، حسد دین کو، طمع حیاء کو اور غیبت عمل صالح کو ضائع کر دیتی ہے۔

یہ روایت کتب احادیث میں کہیں نہیں ملی البتہ کتاب سیرۃ احمدیہ(32) میں موجود ہے لیکن وہاں بھی کوئی سند اور حوالہ موجود نہیں جس کے ذریعے حدیث کی اصل تک رسائی حاصل ہو سکے اور اس کی بنیاد پر اس کی صحت وضعف کا فیصلہ کیا جاسکے۔

- وعن النبي ﷺ أنه قال: أربعة في الجنة خير من الجنة، الدخول في الجنة خير من الجنة، وخدمة الملائكة في الجنة خير من الجنة، وجوار الأنبياء في الجنة خير من الجنة، ورضى الله تعالى في الجنة خير من الجنة. وأربعة في النار شر من النار: الخلود في النار شر من النار، وتوبيخ الملائكة الكفار في النار شر من النار، وجوار الشيطان في النار شر من النار، وغضب الله تعالى في النار شر من النار.(٣٣)

نبی ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں چار چیزیں جنت سے بہتر ہیں:

ا۔ خلود فی الجنۃ جنت سے بہتر ہے۔ ۲۔ جنت میں فرشتوں کی خدمت گاری جنت سے بہتر ہے، ۳۔ انبیاء کی ہمسائیگی جنت سے بہتر ہے، ۴۔ اللہ تعالٰی کی خوشنودی جنت سے بہتر ہے۔

اور جہنم میں چار چیزیں جہنم سے بدتر ہیں: ۱۔خلود فی النار جہنم سے بدتر ہے، ۲۔فرشتوں کو کافروں کو جھڑکنا جہنم سے بدتر ہے، ۳۔شیطان کی ہمسائیگی جہنم سے بدتر ہے، ۴۔جہنم میں اللہ کا غضب وغصہ جہنم سے بدتر ہے۔

- عن النبي ﷺ أنه قال: إن الله تعالى يحتج يوم القيامة بأربعة نفس على أربعة أجناس من الناس على الأغنياء بسليمان بن داؤد، وعلى العبيد بيوسف، وعلى المرضى بأيوب، وعلى الفقراء بعيسى.(٣٤)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی قیامت کے دن چار آدمیوں سے چار قسم کے آدمیوں پر حجت پکڑے گا۔مالداروں پر حضرت سلیمانؑ سے، غلاموں پر حضرت یوسفؑ سے، بیماروں پر حضرت ایوبؑ سے اور فقیروں سے حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے۔

- قال النبي ﷺ: إذا كان يوم القيامة يوضع الميزان، فيؤتى بأهل الصلاة فيوفون أجورهم بالميزان، ثم يؤتى بأهل صوم فيوفون أجورهم بالميزان، ثم يؤتى بأهل الحج فيوفون أجورهم بالميزان، ثم يؤتى بأهل البلاء لا ينصب لهم ميزان ولا ينشر لهم ديوان فيوفون أجورهم بغير حساب، حتى يتمنى أهل العافية أن لو كانوا بمنزلتهم من كثرة ثواب الله تعالى.(٣٥)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا اور میزان قائم کیا جائے گا اس وقت اہل صلاۃ لائے جائیں گے اور میزان کے مطابق پورا اجر پائیں گے۔پھر اہل صوم لائے جائیں گے اور وہ بھی میزان کے مطابق پورا اجر پائیں گے، پھر اہل حج لائے جائیں گے اور وہ بھی میزان کے مطابق پورا اجر پائیں گے، پھر اہل بلاء (دنیا میں مصیبت جھیلنے والے) لائے جائیں گے لیکن ان کے لیے نہ میزان قائم ہوگا اور نہ ہی ان کے اعمال کا دفتر کھلے گا بلکہ ان کو بلا حساب اجر دیا جائے گا۔چنانچہ ان کے کثرت ثواب کو دیکھ کر اہل عافیت تمنا کریں گے کہ کاش وہ بھی ان کے مرتبے میں ہوتے۔

- قال النبي ﷺ: لا يعطي الله لأحد خمسا إلا وقد أعد له خمسا أخرى، لا يعطي الشكر إلا وقد أعد له الزيادة، ولا يعطي الدعاء إلا وقد أعد له الغفران، ولا يعطي الثواب إلا وقد أعد له القبول، ولا يعطي الصدقة إلا وقد أعد له القبل.(٣٦)

نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی جب کسی کو پانچ چیزیں دیتا ہے تو اس کے لیے دوسری پانچ چیزیں تیار کر دیتا ہے۔ جب وہ کسی کو شکر کی توفیق دیتا ہے تو اس کے لیے (نعمتوں میں) زیادتی تیار کر دیتا ہے۔اور جب وہ کسی کو دعا کی توفیق دیتا ہے تو اس کے لیے قبولیت تیار کر دیتا ہے۔اور جب استغفار کی توفیق دیتا ہے تو اس کے لیے بخشش تیار کر دیتا ہے۔اور جب توبہ کی توفیق دیتا ہے تو اس کے لیے قبولیت تیار کر دیتا ہے۔اور جسے صدقہ کی توفیق دیتا ہے تو اس کے لیے مقبولیت تیار کر دیتا ہے۔

- وعن النبي ﷺ: النجوى يحصن الأسرار، والصدقة تحصن الأموال، والإخلاص يحصن الأعمال، والصدق يحصن الأقوال، والمشورة تحصن الآراء.[٣٧]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا سرگوشی بھید کو محفوظ کرتی ہے اور صدقہ مال کو محفوظ کرتا ہے، اخلاص اعمال کو محفوظ رکھتا ہے، سچائی اقوال کو محفوظ رکھتی ہے اور مشورہ آراء کو محفوظ رکھتا ہے۔

- قال النبى ﷺ: إن في جمع المال خمسة أشياء: العناء في جمعه، والشغل من ذكر الله تعالى في إصلاحه، والخوف من سالبه وسارقه، واحتمال اسم البخيل لنفسه، ومفارقة الصالحين من أجله، وفي تفريقه خمسة أشياء: راحة النفس من طلبه، والفراغ لذكر الله من حفظه، والأمن من سالبه وسارقه، واكتساب اسم الكريم لنفسه، ومصاحبة الصالحين لفراقه.[٣٨]

نبی ﷺ نے فرمایا مال جمع کرنے میں پانچ چیزیں ہیں، ١۔اس کو جمع کرنے میں مشقت، ٢۔اس کی دیکھ بال میں اللہ کے ذکر سے غفلت، ٣۔چور اور چھین لینے والے کا خوف، ٤۔بخیل نام رکھے جانے کا احتمال، ٥۔اس کی وجہ سے نیک لوگوں سے دوری۔اور مال کو جدا کرنے میں پانچ چیزیں ہیں۔١۔اس کے طلب سے نفس کی راحت، ٢۔اللہ کے ذکر کے لئے فراغت حاصل ہونا، ٣۔چور اور چھیننے والے سے محفوظ ہونا، ٤۔اپنا نام کریم رکھ لینا، ٥۔نیک لوگوں کی صحبت۔

مندرجہ بالا روایات کے علاوہ اور بھی بہت ساری روایات اس کتاب میں ایسی ہیں جو بے اصل اور بے بنیاد ہیں لیکن ان کا احاطہ کرنا یہاں ممکن نہیں۔

اب جب یہ بات واضح ہو گئی کہ منبہات نہ حافظ ابن حجرؒ کی کتاب ہے اور نہ ابن حجر ہیتمی مکی کی تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر یہ کس کی تصنیف ہے؟

کتاب کے مصنف اصلی کے بارے میں علماء کرام کے اقوال:

یہاں کتاب کے مصنف کے بارے میں علماء کرام کی آراء اور کچھ سولات اور ان کے جوابات دوسری کتابوں سے نقل کی گئی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

یوسف بن الیان لکھتے ہیں کہ ''الحجري زین القضاة احمد بن محمد الحجري (المنبہات علی الاستعداد لیوم المیعاد للنصح والوداد) کا ہندوستان دہلی 1282 ہجری میں ترجمہ ہوا اور یہ کتاب حافظ ابن حجر عسقلانی کی طرف منسوب کی گئی اور اسی سال استانہ میں چھپی۔ مصر کے دار الکتب میں اس کتاب کے مخطوطات پر مولف کا نام شیخ احمد بن محمد بن علی الحجری درج ہے''۔ اس کے بعد وہ لکھتا ہے کہ:

''اور میں نے اس کتاب کا ایک تحریری نسخہ دیکھا جو 1096 میں لکھی گئی تھی اور اس کے شروع میں لکھا تھا کہ:

'' هذه منبهات على الاستعداد ليوم القيمة صنفها صفي منقذ ينصح الوداد فإن منها يكون مثنى مثنى ومنها ما يكون ثلاثا ثلاثا وهي إلى تمام العشر.''(٣٩)

خزانۃ التراث میں ان مخطوطات کے فہارس ہیں جو کہ مکتبوں میں پڑے ہوئے ہیں اور دنیا میں موجود ہر طرح کے مخطوطات کے مراکز کے فہارس بھی اس کتاب میں درج ہے اور یہ ان معلومات پر مشتمل ہیں کہ کون کون سے مخطوطات کہاں کہاں اور کون سی لائبریریز میں موجود ہیں۔ مذکورہ کتاب میں عنوان المخطوط کے تحت ''المنبہات علی الاستعداد لیوم المعیاد'' اور اسم المؤلف کی جگہ ''زین القضاہ'' لکھا ہوا ہے۔ اور یہ مخطوط مرکز الملک فیصل للبحوث والدراسات الاسلامیہ لائبریری میں موجود ہے جو کہ سعودی عرب کے شہر ریاض میں ہے(40)۔

''اے محترم بھائیوں کیا تم میں سے کوئی زین القضاۃ احمد بن محمد حجیؒ کو جانتا ہے جن کی طرف مشہور کتاب المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد کی نسبت کی جاتی ہے، وہ کتاب جو غلطی سے حافظ ابن حجر کی طرف منسوب ہو کر مشہور ہوئی اور اس غلطی کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں کے ناموں میں اشتباہ ہوا ہے۔ اور بعض مراجع میں لکھا گیا ہے کہ ابن حجی 1092 سے پہلے زندہ تھا۔ جاننا چاہئے کہ یہ ایک خاندان ہے جس کے افراد کو ابن حجی کے نام سے جانا جاتا ہے اور ان میں سے بعض نے نویں ہجری اور اس کے بعد شام میں عہدہ قضا کو سنبھالا تھا''(41)۔

موقع الِاسلام سؤال وجواب میں اس کتاب کے بارے میں کسی نے یہ سوال کیا ہے کہ میرے پاس ابن حجر عسقلانی کی ایک کتاب ہے جو ''الاستعداد لیوم الجزاء'' کے نام سے ہے اور اس میں احادیث اور آثار جن کے بارے میں یہ مشکل در پیش ہے کہ یہ احادیث وآثار واضح نہیں ہے کہ آیا یہ صحیح ہے یا نہیں۔ کیاآپ کے اس کتاب کو جانتے ہیں؟ اور اس مشکل کو کیسے حل کیا جائے؟

مصنف نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''ہم نے بڑی تحقیق و تفشیش کی ابن حجر عسقلانی کی تصانیف کے بارے میں لیکن ہمیں ان کی تصانیف میں اس نام کی کوئی کتاب نہیں ملی ہمیں ابن حجر کی 273 تصانیف کے نام ملے ہیں لیکن ان میں اس کتاب کا نام نہیں ہے جبکہ حافظ سخاوی نے بھی الجواہر والدرر میں ابن حجرؒ کی تصانیف میں اس کتاب کو ذکر نہیں کیا۔اور معاصر محققین بھی اس کتاب کو ابن حجر کی طرف منسوب کرنے سے احتراز کرتے ہیں اور اس کو کتاب کو ابن حجر کی طرف منسوب کرنے کو جھوٹ سمجھتے ہیں''(42)۔

کتاب کشف الظنون جس میں کئی بڑی اور مشہور تصانیف کا تعارف اور مختلف علوم وفنون کے بارے میں معلومات فراہم کی گئی ہیں اس کے مصنف اس کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

''المنبهات على الاستعداد ليوم المعاد للنصح والوداد مختصر لزين القضاة أحمد بن محمد الحجي (الحجري) المتوفى سنة ... جمع فيه أحاديث ونصائح من الواحد إلى العشرة مثنى وثلاث ورباع، أوله الحمد لله رب العالمين إلخ قال هذه منبهات على الاستعداد ليوم المعاد.(٤٣)''

منبھات علی الاستعداد لیوم المعاد زین القضاۃ احمد بن محمد الحجی یا الحجری کی تصنیف ہے جن کی تاریخ وفات معلوم نہیں۔اس کتاب میں احادیث اور نصائح ایک سے لے کر دس تک جمع کئے گئے ہیں۔اس کی بتداء الحمد للہ رب العالمین ۔۔الخ سے کی گئی ہے اس کے بعد مصنف لکھتا ہے کہ ھذہ منبھات علی الاستعداد لیوم المعاد۔

نتائج البحث:

اس بحث سے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آئے ہیں۔

کتابِ مذکورہ ''منبہات علی الاستعداد لیوم المعاد'' جو کہ منبہات ابن حجر کے نام سے مشہور ہے اور اقوال زریں کا ایک ایسا مجموعہ ہے جو کہ آخرت کی تیاری کے پیش نظر ترتیب دیا گیا ہے اور بہت سی مشہور شخصیات کے اقوال کو اس کتاب میں جمع کیا گیا ہے جن میں ایک کثیر تعداد احادیث کی بھی ہے لیکن یہ روایات زیادہ تر موضوع ہیں جن کی کوئی اصل نہیں۔ یہ کتاب زیادہ تر حافظ ابن حجرؒ کی طرف منسوب کی جاتی ہے لیکن ان کے حالات، علمی خدمات ،مقام و مرتبہ اور احادیث کی تحقیق و تخریج کے سلسے میں ان کے منہج کو جاننے کے بعد اچھی طرح واضح ہوتا ہے کہ یہ ان کی تصنیف نہیں ہے۔

بعض محققین نے اس کتاب کو ابن حجر الھیتمی مکی جو کہ ایک طرح سے ابن حجر عسقلانی کے شاگرد ہیں، ان کی تصنیف قرار دیا ہے لیکن اول تو ان کا نسب اور کتاب میں درج مصنف کا نسب ایک دوسرے سے مختلف ہیں دوسری بات یہ کہ ان کی دیگر علمی و تصنیفی خدمات سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کتاب ان کے معیار سے بالکل مختلف ہے لہذا ان کی تصنیف بھی نہیں ہے۔

اس تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب مخطوط کی شکل میں دنیا کی مختلف لائبریریز میں موجود ہے اور جن میں اکثر پر مصنف کا نام زین القضاۃ احمد بن محمد حجیّ درج ہے لہذا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی احمد بن محمد الحجری یا الحجی کی کتاب ہے جس کے زیادہ حالات کسی کتاب میں نہیں ملے صرف اتنا معلوم ہوا کہ ایک خاندان ہے جس کے افراد کو ابن حجی کہا جاتا ہے۔ ابن حجر عسقلانی اور ابن حجر الھیتمی مکی کی طرف کتاب منسوب ہونے کی وجہ بھی سامنے آگئی ہے کہ اس غلطی کی وجہ یہ ہے کہ ان تینوں کے ناموں میں اشتباہ ہوا ہے اور مصنف اصلی کے غیر مشہور ہونے اور ابن حجر عسقلانی کے زیادہ شہرت کی وجہ سے کتاب ان کے نام سے منسوب ہو کر زیادہ مشہور ہوئی۔

تجاویز اور سفارشات:

کتاب منبہات علی الاستعداد لیوم المعاد ایک غیر مستند اور ناقابل اعتماد کتاب ہے اس میں موجود اقوال فائدہ مند تو ہیں لیکن ان کو احادیث کا نام دے کر نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی طرف منسوب کیا گیا ہے جو کہ ایک صریح غلطی ہے۔ اکثر دینی مدارس کے طالب علم اس کتاب کو خارجی کتاب کے طور پر اپنے

مطالعے میں رکھتے ہیں لیکن انہیں یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ اس کتاب کی احادیث قابل اعتماد نہیں ہیں لہذا اس کی درس وتدریس اور نشر واشاعت سے منع کرنا واجب ہے اور اس کتاب میں درج روایات کو بغیر تحقیق کے پھیلانے اور بطور حوالہ کے پیش کرنے سے گریز کریں۔اور آئندہ اس کتاب کے مصنف کی جگہ ابن حجر عسقلانی کا نام استعمال کرنے سے بھی اجتناب کیا جائے۔دوسری بات یہ کہ مذکورہ کتاب میں دوسرے انبیاء کرام کے اقوال بھی درج ہیں اگر ان کی بھی تحقیق کی جائے تو بہتر ہوگا تاکہ ان اقوال کی حقیقت بھی واضح ہو جائے اور کسی بھی قسم کے مغالطے میں پڑنے سے بچا جا سکے۔

---

(١)۔ جلال الدین سیوطی، **طبقات الحفاظ**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1403ھ)1:552.

(٢) سخاویؒ، **الجواھر والدرر فی ترجمۃ شیخ الاسلام ابن حجر**، (بیروت دار ابن حزم، 1419ھ)1:101-105.

(٣) **نفس مصدر**، 1:121.

(٤) **نفس مصدر**، 1:103.

(٥) **نفس مصدر**، 1:123-124.

(٦) **نفس مصدر**، 1:128,129.

(٧) **نفس مصدر**، 1:122.

(٨) **نفس مصدر** 1:124.

(٩) **نفس مصدر**، 1:142.

(١٠) **نفس مصدر**، 1:145-146.

(11) **نفس مصدر**، 1:228.

(١٢) **نفس مصدر**، 2:659.

(١٣) **الجواھر والدرر**، 2:675، 677، 699۔ **طبقات الحفاظ**، 1:552.

(١٤) **الجواہر والدرر**۔ 2:620.

(١٥) **نفس مصدر**۔ 3:1044,1045,1046.

(١٦) حافظ تقی الدین ابن فھد، **لحظ الالحاظ بذیل طبقات الحفاظ** (دار الکتب العلمیہ، 1998ء)215.

(١٧) **طبقات الحفاظ** 1:552.

(١٨) **الجواھر والدرر**، 3:1185.

(١٩) ۔ محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني، البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع (دار المعرفة – بيروت، سن اشاعت ندارد) 1/ 109 نیز، خیر الدین الزركلي، **الأعلام**، (دار العلم للملايين 2002)1/234.

(٢٠) ابی عبیدہ مشہور بن حسن آل سلمان، **کتب حذر منہا العلماء**، (دار الصمیعی للنشر والتوزیع، 1415ھ)2 : 324.

(٢١) مصنف ندارد، **المنبھات علی الاستعداد لیوم المعاد**، (لاہور: اقبال اکیڈمی ظفر منزل تاج پورہ، سن اشاعت ندارد)1:5.

(٢٢) مولانا محمد یونس جونپوری، **الیواقیت الغالیہ فی تحقیق و تخریج احادیث العالیہ**، (مکتبہ حجاز دیوبند)1:441,442.

(٢٣) **منبھات**، بذیل باب الثمانی، ص: 103.

(۲۴) جمال الدین ابن جوزی، **الموضوعات لابن الجوزی** 1:235، حافظ ابن حجر عسقلانی، **لسان المیزان** (بیروت، لبنان: مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات 1390ھ) 14:4، امام ذہبی شمس الدین، **میزان الاعتدال فی نقد الرجال** (بیروت، لبنان: دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر 1382ھ) 1:542.

(۲۵) **منبہات**، بذیل باب السباعی، ص:99.

(۲۶) **مسند الإمام أحمد بن حنبل**، حدیث نمبر 24419) 480:40- أبو محمد موفق الدین عبد اللہ بن أحمد، **المنتخب من علل الخلال** (ومعہ تتمۃ) (دار الرایۃ للنشر والتوزیع سن اشاعت ندارد) حدیث نمبر 5) 1:44- أحمد بن الحسین أبو بکر البیهقي، **شعب الإیمان**، حدیث نمبر 10153 (مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع بالریاض بالتعاون مع الدار السلفیۃ ببومباي بالهند 1423ھ-2003م) 13:184.

(۲۷) **منبہات**، بذیل باب الثلاثی، ص:37.

(۲۸) **نفس مصدر**، بذیل باب الثلاثی، ص:37.

(۲۹) **نفس مصدر**، بذیل باب الرباعی، ص:49.

(۳۰) **نفس مصدر**، بذیل باب الرباعی، ص:50.

(۳۱) **نفس مصدر**، بذیل باب الرباعی، ص:51.

(۳۲) محمد بن محمد ابو سعید الخادمی، محمد بن محمد، **بریقۃ محمودیہ فی شرح طریقۃ محمدیہ وشریعہ نبویہ فی سیرۃ احمدیہ**، (مطبعۃ الحلبی 1348ھ) ج2، ص252

(۳۳) **منبہات**، بذیل باب الرباعی، ص:51.

(۳۴) **نفس مصدر**، بذیل باب الرباعی، ص:56.

(۳۵) **نفس مصدر**، بذیل باب الرباعی، ص:59.

(۳۶) **نفس مصدر**، بذیل باب الخماسی، ص:64.

(۳۷) **نفس مصدر**، بذیل باب الخماسی، ص:73.

(۳۸) **نفس مصدر**، بذیل باب الخماسی، ص:74.

(39) ۔یوسف بن إلیان بن موسی سرکیس، **معجم المطبوعات العربیۃ والمعربۃ** (مطبعۃ سرکیس مصر 1346ھ-1928م) 2/743.

(40) ۔ **خزانۃ التراث**- فهرس مخطوطات 17/395.

(41) ۔ **أرشیف ملتقی أهل الحدیث**-3 (152/286) المحرم 1432ھ= دیسمبر 2010م.

(۴۲) ۔ **موقع الإسلام سؤال وجواب** 4/3.

(۴۳) مصطفی بن عبد اللہ الشهیر خلیفہ وکاتب چلبی، **کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون**، (دار احیاء التراث العربی بیروت، لبنان) 2 :1848.

(<u>TRANSLITRATION</u>)

- *Ğalāl Al-Dīn Al-Sīūṭī: Ṭabqāt Al-Ḥufāẓ.*
- *Šams Al-Dīn Al-Saẖāwy: Al-Ğwāher Wāldurar Fī Tarğamat Šaīẖ Al-Islām Ibn Ḥağar.*
- *Ḥāfeẓ Taqi Al-Din Ibn Fahd: Laḥẓ Al-ʾalḥāẓ Beḏail Ṭabqāt Al-Ḥufāẓ.*
- *Muḥamad Ibn ʿalī Al-Šaūkānī: Al-Badr Al-Ṭāleʿ Bemaḥāsen Man Baʿd Al-Qarn Al-Sābeʿ.*
- *ẖaīr Al-Dīn Al-Zereklī: Al-ʾaʿlām.*
- *Abeʿubaidah Mašhūr Ibn Ḥasan Aal Salmān: Kutub Ḥaḏara Menhā Al-ʿulamāʾ.*
- *Unknown Author :Al-Munabehāt ʿala Al-Esteʿdād Le Ūam Al-Maʿād.*

- *Maūlānā Muḥamad Ūnus Ǧūnpūrī: Al-Yawāqwt Al-Ġālīaẗ Fi Taḥqeq Ūa Taẖreǧ Aḥādiṯ Al-ʿālīaẗ.*
- *Ǧamāl Al-Din Ibn Al-Ǧaūzī: Al-Mūḍūʿāt.*
- *Al-Ḥāfeẓ Ibn Ḥaǧar Ālʿasqalānī: Lesān Al-Mīzān.*
- *Šams Al-Dīn Al-Ḏahabī: Mīzān Al-ʿetedāl Fī Naqd Al-Reǧāl.*
- *Aḥmad Ibn Ḥanbal: Al-Musnad.*
- *Abū Muḥamad Maūfaq Al-Dīn ʿabd Al-Lah Ibn Aḥmad: Al-Muntaẖab Men ʿelal Al-ẖalāl.*
- *Aḥmad Ibn Al-Ḥusaīn Abū Bakr Al-Baīhaqī: Šuaʿb Al-Īmān.*
- *Abū Saiʿd Al-ẖādmī Muḥamad Ibn Muḥamad: Breqaẗ Maḥmūdīaẗ Fī Šarḥ Ṭareqaẗ Muḥamadīaẗ Ūa Šarʿīaẗ Nabawyaẗ Fī Sīraẗ Aḥmadīaẗ.*
- *Īūsuf Ibn Ilīān Ibn Mūsa Sarkīs: Muʿǧam Al-Maṭbūʿāt Al-ʿarabīaẗ Wālmuʿrabaẗ.*
- *ẖazāna Al-Turāṯ - Fehras Maẖṭūṭāt.*
- *Aršīf Multqa Ahl Al-Ḥadīṯ.*
- *Maūqeʿ Al-Islām Suʾāl Ūa Ǧawāb.*
- *Muṣṭafa IBn ʿabd Al-Lah Al-Šaher Ḥāǧī ẖalefaẗ Ūa Kāteb Chalabī: Kašf Al-Ẓunūn ʿan Asāmī Al-Kutub Wālfunūn.*